

اردو ادب میں اتاترک

Dr. Arzu Ciftsuren

Istanbul University, Turkey

Mustafa Kamal was a Turkish leader, a brilliant military commander, founder and the first president of the Republic of Turkey. In 1935 when surnames were introduced in Turkey, he was given the name Ataturk, meaning, "father of the Turks". Looked upon as a hero in the subcontinent, Ataturk attracted wide support among the Muslims, especially for his role during the Turkish War of Independence. Lots of books were written on him in Urdu. Prominent poets from Subcontinent like Mohammad Iqbal, Maulana Zafar Ali Khan, Wajahat Hussain Wajahat wrote poems on him and Saadat Hasan Manto, the most powerful writer of Urdu, wrote a short story on him. In this article some examples of poems, short stories and passages from the travelogues written on Mustafa Kamal has been given.

برصغیر پاک و ہند کی ترکوں سے وقفیت بہت پرانی ہے۔ یہاں حکمرانی کرنے والے مغلیہ، غزنوی جیسے ترک نسل سے آنے والی سلطنتیں ہندوستان پر حکومت کے دوران ترک النسل حکمرانوں اور ہندوستانیوں نے ایک طویل عرصے تک اکٹھے زندگی بسر کی۔ جب ہم اردو زبان میں لکھے گئے پرانے متون کو دیکھتے ہیں تو یہ سامنے آتا ہے کہ ترک لوگوں کا ذکر ان سب میں ہمیشہ مثبت معنوں میں ہوتا ہے۔ خاص طور پر اسلام کے برصغیر میں فروغ میں ترکوں کے کردار کی نشاندہی اردو زبان میں رائج ترک لفظ "مسلمان" سے ہوتی ہے۔ (۱)

۱۸۵۷ء کے بعد برصغیر میں برطانوی نوآبادیاتی دور شروع ہوا اور اسی دور میں برصغیر کے مسلمانوں میں قومی شعور نمودار ہونے لگا اور اپنا رخ مقام خلافت کے مرکز سلطنت عثمانیہ کی طرف موڑ لیا۔ وہ قومی مقصد کے تحفظ کے لئے کمر بستہ ہو گئے، ان لوگوں کو ترکوں کی مشکلات اور غم کا بہت شدت سے احساس ہوا اور وہ اس کی حمایت اور برطانوی حکومت کی سازشوں اور یورپی طاقتوں کی جارحیت کے خلاف اپنے جذبات کے اظہار میں بہت پر جوش اور سرگرم ہوئے اور جدوجہد کی۔ اب یہ دو مختلف اقوام کے طور پر نظر نہیں آتے۔ وہ جنگ ہلال اور صلیب کے درمیان میں تھی اور برصغیر کے مسلمانوں نے اپنے ترک بھائیوں کی مدد کرنے میں ایک دوسرے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جنگ بلقان کے دوران میں مختار احمد انصاری اور ۵۲ مسلمانوں پر مشتمل ایک طبیبی وفد نے استنبول آکر یہاں ایک فیلڈ ہسپتال میں زخمی ترک فوجوں کا علاج کیا۔ شبلی نعمانی، پیپہ اخبار لاہور کے ایڈیٹر منشی محبوب عالم، شاہ عبدالقادر، بھوپال نواب سلطان جہاں بیگم، عبدالرحمن امرتسری جیسے ممتاز اور سربرآوردہ رہنما اور قائدین استنبول اور دوسرے ترک شہروں میں گئے اور انھوں نے یہاں کے مشاہدات کی بنا پر سفر نامے لکھے جس کا مقصد دراصل ترک لوگوں کی حالت کے بارے میں اپنے قوم کو آگاہ کر کے ترک لوگوں کے لیے انہوں کے بیچ ایک ایک رائے عامہ پیدا کرنا تھا کیونکہ یہ اسلام کا آخری آزاد قلعہ تھا۔ عبدالرحمن پشاوروی اس خطے میں آکر ایک ترک لشکر کی حیثیت سے لڑائی کی۔ برطانیہ کی کالونی سگاپور میں ۸۰۰ سے زیادہ مسلمان ہند کے لشکر، خلیفۃ المسلمین کی جہاد اکبر کے اعلان کے بعد برطانوی حکمرانوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے انہیں گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ یہ سب برصغیر کے مسلمانوں کے سینکڑوں سالوں تک ترک نسل سے آنے والی سلطنتوں کے ساتھ اکٹھے رہنے کی وجہ سے ہوا تھا۔ جب ہندوستان میں تحریک خلافت شروع ہوئی تو انھوں نے اس تحریک میں اس قدر جوش کے ساتھ شرکت کی کہ اس وقت تک کوئی قومی و سیاسی تحریک برصغیر کی تاریخ میں ایسی مثال پیش نہیں کر سکی۔ گویا ترکی ان کے اپنے وطن سے زیادہ ان کے لئے عزیز ہو گیا تھا۔ اس تحریک نے مسلمانوں کو متحد کیا، ان میں نئے نئے قائد پیدا کئے۔ چنانچہ تصنیفی و تخلیقی سطح پر بھی انھوں نے ایسے نمونے پیش کیے جو جذبہ و احساس، فکر و دانش اور جہد و عمل ہر اعتبار سے مؤثر ثابت ہوئے اور ایک وسیع و مثالی قومی و ملی ادب وجود میں

آیہ۔ عبدالحلیم شرر کے ناول 'حسن انجلینا'، جعفر حسین وحشت کا ڈراما 'ترکی خاتون: جنگ طرابلس'، منشی محمد عبدالقادر کی تاریخی کتاب 'مرقع جنگ ترکی و یونان'، سراج الدین احمد کی کتاب 'جنگ ترکی و یونان' پوری طرح سے ترکوں کے بارے میں لکھی ہوئی کتابوں میں سے کچھ نام ہیں۔

علامہ محمد اقبال، مولانا ظفر علی خان، اکبر الہ آبادی، جوش ملیح آبادی، مولانا محمد علی جوہر، حالی، حسرت مہانی، زاہدہ خاتون شروانیہ، ہاشمی فرید آبادی جیسے اردو زبان کے بڑے اور ممتاز شعرا نے ترک لوگ اور ان کی خالت پر سینکڑوں نظمیں لکھی ہیں۔ (۲)

ترکی اور ترک لوگوں کے بارے میں لکھی ہوئی خواہ نظم ہو یا ہر دو صنف کاموں میں مصطفیٰ کمال اتاترک کا نام سب سے آگے آتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اتاترک کی حیثیت برصغیر پاک و ہند کی مغربی قوتوں کے خلاف ہونے والی جدوجہد میں ایک رہنما کی طرح تھی۔ چنانچہ پاکستان کے رہنے والے ایک صحافی رفیع الزماں زبیری اپنے سفر نامے "جب خواب حقیقت بنتے ہیں" میں اس طرح لکھتے ہیں:

'اسکول کے دنوں ہی سے میرا ایک رومانوی تعلق ہو گیا تھا۔ میرے والد نے ترکی کے ایک ہیر و جزل انور پاشا شہید کے بارے میں ایک کتاب لکھی تھی۔ جب سے میرے گھر میں ترکی کا چرچا تھا۔ مصطفیٰ کمال پاشا کا نام عقیدت سے لیا جاتا تھا۔ وہ ترکوں کے ہی نہیں برصغیر کے مسلمانوں کے بھی ہیرو تھے۔ ۱۹۳۸ میں جب ان کا انتقال ہوا تو علی کڑھ مسلم یونیورسٹی کے سائرن بجنے شروع ہو گئے اور چھٹی ہو گئی۔ میں یونیورسٹی اسکول میں پڑھتا تھا۔ ظہور وارڈ میں ہمارا اسکول بھی بند ہو گیا۔ یونیورسٹی یونین ہال میں ایک بڑا تعزیتی جلسہ ہوا۔' (۳)

اردو ادب کے سب سے بڑے افسانہ نگاروں میں سے ایک سعادت حسن منٹو کا افسانہ 'ماتمی جلسہ' اتاترک کے موت پر لکھی گئی ہے۔ (۴)

افسانہ اس طرح شروع ہوتا ہے:

'رات رات میں یہ خبر شہر کے اس گونے سے اس گونے تک پھیل گئی کہ اتاترک کمال مر گیا ہے۔ ریڈیو کی تھر تھرائی ہوئی زبان سے یہ سنسنی پھیلانے والی خبر ایرانی ہوٹلوں میں سنے بازوں نے سنی جو چائے کی پیالیاں سامنے رکھے آنے والے نمبر کے بارے میں قیاس ڈور رہے تھے اور وہ سب کچھ بھول کر کمال اتاترک کی بڑائی میں گم ہو گئے۔

ہوٹل میں سفید پتھر والے میز کے پاس بیٹھے ہوئے ایک سٹوری نے اپنے ساتھی سے یہ خبر سن کر لرزاں آواز میں کہا: 'مصطفیٰ کمال مر گیا!'

بے شک منٹو بھی اتاترک کو ایک رہنما اور ہیرو سمجھتے تھے۔ افسانے میں ایک کردار کی زبان سے یہ کہتے ہیں:

'افسوس کی بات ہے۔ اب ہندوستان کا کیا ہو گا؟ میں نے سنا تھا یہ مصطفیٰ کمال یہاں پر حملہ کرنے والا ہے۔۔۔ ہم آزاد ہو جاتے، مسلمان قوم آگے بڑھ جاتی۔۔۔ افسوس تقدیر کے ساتھ کسی کی پیش نہیں چلتی!'

افسانے کے مطابق شام کو ایک وسیع میدان میں ماتمی جلسہ ہوتا ہے۔ اور یہاں مقررین کا ایک ایک لفظ حاضرین جلسہ کے دلوں میں ایک جوش و خروش پیدا کرتے

ہیں:

'جب تک تاریخ میں گلی پولی کا واقعہ موجود ہے برطانیہ کی گردن ترکی کے سامنے خم رہے گی۔ صرف ترکی ہی ایک ایسا ملک ہے جس نے برطانوی حکومت کا کامیاب مقابلہ کیا اور صرف مصطفیٰ کمال ہی ایسا مسلمان ہے جس نے غازی صلاح الدین ایوبی

کی سپاہ نامہ عظمت یاد تازہ کی۔ اس نے بہ نوک شمشیر یورپی ممالک سے اپنی طاقت کا لوہا منوایا۔ ترکی کو یورپ کا مرد بیمار کہا جاتا تھا۔ مگر کمال نے اسے صحت اور قوت بخش کر مرد آہن بنا دیا۔

ہمدرد فاؤنڈیشن کے بانی حکیم محمد سعید اپنے سفر نامہ 'سعید سیاح ترکی میں' میں اتاترک کی ان الفاظ میں تنقید کرتے ہیں:

'ترکی زبان کی تبدیلی مصطفیٰ کمال کا ایک ایسا قدم تھا جو اصل میں اسلام کے خلاف بغاوت تھی۔ اس کی ذمہ دار علماء کی وہ قیادت تھی کہ جو خود متحد الفکر نہ تھی اور اپنے دینی اختلافات سے بیمار ترکی کی بیماریوں میں اضافہ کر رہی تھی۔ غلط فہمیوں کا شکار ہو کر عربوں نے ترکی کے ساتھ جو سلوک کیا اس سے بدظن اور بددل ہو کر مصطفیٰ کمال نے ترکی زبان کا عربی خط بدل ڈالا اور ترکی کو رومن خط دے دیا اور جس قدر ممکن تھا ترکی زبان سے عربی الفاظ نکال دیئے۔ یہ ایک ایسا اقدام تھا کہ اہل ترکی عالم عرب سے کٹ گئے اور پھر روایتی اسلام سے دور ہوتے چلے گئے۔ ایک نہایت شدید حادثہ یہ پیش آیا کہ پندرہ سال کے عرصے میں جو نئی نسل تیار ہو کر آئی وہ عربی رسم الخط سے مطلقاً نہ آشنا ہوئی اس لئے سارا کا سارا وہ ترکی ادب اس کے لئے غیر ہو گیا کہ جو عربی رسم الخط میں تھا۔ لاکھوں کتابیں ترک نسل نو کے لئے لایعنی ہو کر رہ گئیں اور استنبول کی سڑکوں پر ردی کے طور پر فروخت ہوتی رہیں۔' (۵)

محمد اقبال ۱۹۲۲ میں لکھے ہوئے اپنے فارسی کلام میں ترکوں کو قدر شناس کرتے ہوئے ان کو حوصلہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

خطاب بہ مصطفیٰ کمال پاشا بید اللہ

(جولائی ۱۹۲۲) (۶)

انتے بود کہ ما از اثر حکمت او

واقف از سر نہا نخانہ تقدیر شدیم

اصل مایک شرر با خستہ رنگی بودست

نظری کرد کہ خورشید جہا نگیر شدیم

مکتبہ عشق فروشت زد دل پیر حرم

در جہان خوار بہ اندازہ تقصیر شدیم

با و صحر است کہ با فطرت مادر سازد

از نفسہای صبا غنچہء دلگیر شدیم

آہ آن غلغلہ کز گنبد افلاک گزشت

نالہ گردید چو پابندیم وزیر شدیم

ای بسا صید کہ بے دام بہ فتراک زدیم

در بغل تیر و کمان کشتهء نخیل شدیم

ہر کج راہ دہد اسپ، بران تاز کہ ما"

بارہ مات درین عرصہ بتدبیر شدیم

سید طاہر حسنی الحسینی ن، یورپ بھی تجھ کو مان گیا مصطفیٰ کمال کے عنوان سے اپنی نظم میں اتاترک کو ایسے بیان کرتے ہیں:

ترکی کو تو نے زندہ کیا مصطفیٰ کمال (۷)

اللہ رے کمال ترا مصطفیٰ کمال

واللہ تو ایسی چال چلا مصطفیٰ کمال

یورپ بھی تجھ کو مان گیا مصطفیٰ کمال

جرات کو تیری مان گئے اہل کارزار

کیا کہتا تیرے حوصلہ کا مصطفیٰ کمال

ہمدرد ایسا قوم کا ہونا محال ہے

کب کوئی اور تجھ سا ہوا مصطفیٰ کمال

جو کام پہلے اور کسی سے نہ ہو سکا

وہ کام آج تو نے کیا مصطفیٰ کمال

حق کی صداؤں گونج اٹھیں کوہ و دشت میں

تو جب سپاہ لے کے چلا مصطفیٰ کمال

منصوبے سارے دشمنوں کے خاک میں ملے

یونانیوں کو پست کیا مصطفیٰ کمال

یورپ سے دب سکا نہ کسی باتیں بھی تو

دندان شکن جواب دیا مصطفیٰ کمال

جب تک فلک پہ خسرو خاور کا ہے چلن

روشن رہے گا نام ترا مصطفیٰ کمال

طاہر کے پاس اور تو دولت نہیں ہے کچھ

ہے جانِ زار تجھ پہ فدا مصطفیٰ کمال

لاہور سے شائع ہونے والے رسالے ہمایوں میں اتاترک پر ایک خاص نمبر ملا تھا جس میں میاں بشیر احمد نے غازی مصطفیٰ کمال کے عنوان سے ایک نظم لکھی:

یونان کے ستم گر خوشیاں منار ہے تھے

تعداد پر وہ اپنی بغلیں بجا رہے تھے

نشے میں چور ہو کر فوجیں بڑھا رہے تھے

لیکن انہیں کو تو نے نیچا دکھا کے چھوڑا

سارا تھریس آخر خالی کرا کے چھوڑا (۸)

زمیندار اخبار میں بھی اتاترک کے بارے میں نظمیں شائع ہو رہی تھیں۔ ان میں سے ایک علی گڑھ سے عزیزہ خاتون کی طرف سے لکھی ہوئی یہ نظم ہے:

مدافع اسلام مصطفیٰ کمال پاش (۹)

اسلام پر زوال ہے اے مصطفیٰ کمال!

صدمہ سے دل نڈھال ہے اے مصطفیٰ کمال!

چہاروں طرف سے کفر کی یورش ہے دین پر

ملت کا غیر حال ہے اے مصطفیٰ کمال!

ہے مصطفیٰ کے دین کو ہٹانے کی پخت و پر

درپیش یہ سوال ہے اے مصطفیٰ کمال!

تیرا ہی آسرا ہے فقط اب خدا کے بعد

تیرا ہی اب خیال ہے اے مصطفیٰ کمال!

دشمن کے شور و غور کا تجھے ڈر ہو کس لئے؟

تو شیر ذوالجلال ہے اے مصطفیٰ کمال!

شاہانِ متحد سے یہ کہ دے بصدِ خروش
 توصاف گو کمال ہے اے مصطفیٰ کمال!
 اسلام کے مٹانے کی عتاریوں کے ساتھ
 امن و اماں نخل ہے اے مصطفیٰ کمال!
 ہاں فتح محمد فاتح کے نام پر
 کیسی یہ قتل و قتل ہے اے مصطفیٰ کمال!
 تنہائی کا نہ دل میں ذرا رنج کیجیو
 انور شریکِ حال ہے اے مصطفیٰ کمال!

زمیندارِ خبر کے ایڈیٹر مولانا ظفر علی خان اردو ادب میں ترکی اور ترک لوگوں کے بارے میں نظم لکھنے والے شعراء میں شبلی اور اقبال سے کم نہیں ہیں۔ انھوں نے
 اتاترک کے بارے میں بہت سے شعر لکھے ہیں لیکن کچھ تو پوری طرح سے اتاترک پر ہیں۔ ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

خیالستان (۱۰)

اک جہانِ رنگ و بو خود مرخیال تھا
 گوشہٴ قفس مجھے عالمِ مثال تھا
 رات شاہبازِ فکر لے گیا کہاں کہاں
 خود تو میں شکستہ پر اور گسستہ بال تھا
 چھپ چکا تھا آفتابِ صوفشاں تھا ماہتاب
 کائنات کا مزاج رو بہ اعتدال تھا
 کوہ و دشت و بام در غرقِ موجِ نور تھے
 بسکہ ماہِ نیم ماہ بن چکا بلال تھا
 چاک تھی قبائے گل بے نقاب تھے نجوم
 بے حجاب ہر طرف حسنِ لایزال تھا
 دیکھتا تھا میں جدھر سر بسجود تھے شجر

ڈال ڈال پات پات ذکر ذوالجلال ہے

عرش و فرش مست تھے اپنے اپنے رنگ میں

کیا کہوں مگر کہ کیا میرے دل کا حال تھا

وہ زمانہ پھر گیا یک بیک نگاہ میں

جب ہر ایک حق پرست بوذر و بلال تھا

جب نبیؐ کے نام پر جسم و روح تھے نثار

جب خدا کی راہ میں وقف جان و مال تھا

جامِ جم سے بے نیاز تھی شراب خانہ ساز

مے کشوں کا چارہ ساز ساغرِ سفال تھا

باغ میں وہی بہار پھر بھی آئے گی کبھی

حاملانِ عرش سے یہ مر اسواں تھا

ہم زبان نہ تھے مگر میں سمجھ گیا مراد

میری بات کا جواب مصطفیٰ کمال تھا

ان کے فوت پر لکھی ہوئی ایک نظم:

اتاترک مصطفیٰ کمال تُوَر اللہ مرقدہ (۱۱)

کیا پوچھتے ہو انتِ خیر الوری کا حال

دیکھو گے جس کو پاؤ گے غم سے اسے نڈھال

یہ غم وہ ہے جو دل سے جگر تک اتر گیا

اقصائے چیں سے تابہ مضافاتِ پرنگال

اس غم میں مبتلا ہے عرب بھی عجم کے ساتھ

صاحبِ دلو! یہ غم ہے غمِ مصطفیٰ کمال

دنیا سے وہ مجاہدِ اعظم گزر گیا

ڈھونڈے سے بھی ملے گی نہ جس کی تمہیں مثال

ملت کی مشکلات کو آساں کر دیا

اس کی عزیمتوں نے بتائید ذوالجلال

گزرے تھے جس کو رستے ہوئے تین سو برس

اس زخم کے لیے وہ بنا و جہ اندمال

جو سلطنتِ زمانہ کی سر تاج تھی کبھی

اس کا وقار از سر نو کر گیا بحال

چر کے دیے صلیب پر ستوں کو پے بہ پے

لے کر بڑھا وہ ہاتھ میں جب خنجر ہلال

نوبت پھر ایشیا میں وہ بجنے لگی جسے

سننے رہے ہیں قیصر و پاپا ہزار سال

کابل سے تاجہ `انقرہ` `ایراں سے تاجہ `مصر`

بنے لگا پھر آنکھ میں اسلام کا جمال

قائم کمال کر کے چلا جس نظام کو

اے رب کعبہ اب نہ ہو شر مندہ زوال

ترکوں کی جن بلاؤں کو رد کر چکا ہے تُو

اسلامیانِ ہند کے سر سے بھی ان کو ٹال

اور ایک دوسری شاعر و جاہت حسین و جاہت کی کلام اس طرح ہے:

مصطفیٰ کمال پاشا (۱۲)

ترکی کو پھر بحال کیا مصطفیٰ کمال

تو نے بڑا کمال کیا مصطفیٰ کمال

ترکی بہ ترکی تو نے جواب اس کا دے دیا

یورپ نے جو سوال کیا مصطفیٰ کمال

اسلاف کے کمال کے جوہر دکھا دیئے

ماضی کو تو نے حال کیا مصطفیٰ کمال

مدت سے خشک تھا شجر آرزوئے قوم

تو نے اسے نہال کیا مصطفیٰ کمال

پہنچا دیا تھا جنگ نے ترکی کو چشم زخم

یکسر خراب حال کیا مصطفیٰ کمال

انگورہ جا کے تو نے تدابیر خاص سے

زخموں کا اندمال کیا مصطفیٰ کمال

بیرون جوان کا الفت قومی کی راہ میں

کیا خوب اتصال کیا مصطفیٰ کمال

اپنی زبان سے تو نے انھیں دے دیا جو حکم

ترکوں نے امتثال کیا مصطفیٰ کمال

میدان کارا ز میں خوش ہو کے جان دی

قربان اپنا مال کیا مصطفیٰ کمال

سرکش تراعد و تھا بہت آرمینیا

خوب اس کو پایمال کیا مصطفیٰ کمال

لڑ بھڑ کے پھر فرانس سے سمجھوتہ کر لیا

یہ کام بے مثال کیا مصطفیٰ کمال

اٹلی کو بھی تو گانٹھ لیا تو نے لگتے ہاتھ

پاپا کو ہم خیال کیا مصطفیٰ کمال

یونان میں سکت نہ رہی اب لڑے گا کیا

ایسا سے نڈھال کیا مصطفیٰ کمال

جس کام کو وہ سہل سمجھتا تھا پیشتر

تو نے اسے محال کیا مصطفیٰ کمال

ترکوں کی سلطنت کا جو ڈھلنے لگا شباب

تو نے اسی کو ڈھال کیا مصطفیٰ کمال

روکے عدو کے وار چلائی خود اس پہ تیغ!

سرِ عرصہ قتال کیا مصطفیٰ کمال

مدت سے جو معاملہ تھا زیرِ غور و بحث!

یوں اس کا انفصال کیا مصطفیٰ کمال

مسلم کے دل میں شوق سے رہ تیرے واسطے

آراستہ یہ حال کیا مصطفیٰ کمال

انگورہ آسکانہ وہ امداد کو تری

طلعت نے انتقال کیا مصطفیٰ کمال

مصرع بھی زبانِ وجاہت پہ آج کل

تو نے بڑا کمال کیا مصطفیٰ کمال

سمرنا کے فتح مولانا محمد علی جوہر کی قلم سے ایسے نکل گیا ہے:

علم میں آج دھوم ہے فتحِ ممین کی

سن لی خدا نے قیدی گوشہ نشین کی

شیطانِ جلد باز کا جادو نہ چل سکا
تفسیر آج ہو گی کیدی متین کی
ایمان واقعی ہوا اگر غیب پر تو پھر
ہو آئے ہر امید سے حق الیقین کی
ہے نام مصطفیٰ کی یہ برکت کہ پھر خدا
یوں جڑ ہمارا محمدؐ کے دین کی (۱۳)
اور یحییٰ انصاری کا نظم بھی اتنا ترک کے موت پر لکھی ہوئی ہے:
ما تم کمال (۱۴)

اے ترک! اے مجاہد اسلام! اے کمال!
ما تم میں سرنگوں ہے ترے پرچم ہلال
مرنا ترا قیامتِ کبریٰ سے کم نہیں
لے کر عرب سے تابا، غم غم سے ہے نڈھال
سارے جہان میں ہے صف ما تم کچھی ہوئی
سب کو کمال غم ہے کہ ہے یہ 'غم کمال'
ہستی تری تھی شرق کی وہ تیغ آبدار
حملوں سے جس کے عرصہ مغرب تھا پائمال
بازو ترے تھے حامل سیفِ ید اللہ
زندہ تھی تجھ سے خالدِ جانباز کی مثال
دی جس میں شاطرانِ زمانہ کو تو نے مات
دنیا کو یاد ہے وہ تری بازیِ قتال
لرزاں تھیں تجھ سے مشرق و مغرب کی وادیاں

پہنچا تھا چار سو ترا آوازہ جلال

کھینچا ہے تری تیغ نے جو نقش زندگی

اس کو مٹا سکے یہ زمانہ رب کی کیا مجال

وہ قوم جس پر ملتِ مردہ کا تھا گماں

بخشتی ترے نفس نے اسے روح لا زوال

اللہ رے بہار کی معجز نمایاں

اجڑے چمن کو از سر نو کر دیا نہال

سچ یہ ہے ترے عہد نے پھر تازہ کر دیا

عثمانیوں کی عظمت پارینہ کا جمال

اے غازی یگانہ دیں! اے فقید شرق!

دیکھے گی اب نہ چشم زمانہ تری مثال

اس مقالے کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تاریخی، ادبی، دینی اور ثقافتی لحاظ سے ترکی اور ہندوستان ایک دوسرے سے کافی قریب ہیں۔ خواہ تقسیم سے پہلے ہو خواہ تقسیم کے بعد برصغیر پاک و ہند کے مسلمان ہمیشہ سے ترکوں کو اپنا دینی بھائی مانتے ہیں اور ابھی بھی ترکوں کو اسی نظر سے دیکھتے ہیں۔

حوالہ جات

۱- ترک لفظ کے اردو زبان میں معنوں کے لئے دیکھئے: اردو اردو لغت (تاریخی اصول پر)، جلد ۸، اردو ڈکشنری بورڈ۔ کراچی ۱۹۸۳ء، ص ۱۳۶-۱۴۵۔

۲- دیکھئے: ڈاکٹر ظلیل طوقار- ڈاکٹر آرزو چغت سروس، ہے سودا جب سے لیائے خلافت کا (جنوبی ایشیائی اردو اور فارسی شاعری میں ترک، ترکی اور خلافت عثمانیہ کا ذکر)، سانجھ لاہور ۲۰۱۵ء؛

محمد آصف زہری، اردو نظم میں ذکر ترکی، براؤن بک پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۵ء۔

۳- کلیات منو (منو کے افسانے- جلد سوم)، ایجو کیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۹ء۔

۴- رفیع الزماں زہری، جب خواب حقیقت بنتے ہیں، فضلی سز کراچی ۲۰۱۵ء، ص ۵-۶۔

۵- حکیم محمد سعید، سعید سیاح ترکی میں، ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، کراچی ۱۹۹۲ء، ص ۳۔

۶- محمد اقبال، کلیات اقبال (فارسی کلام)، شیخ غلام اینڈ سز پبلشرز، لاہور ۱۹۸۱ء، ص ۳۰۸۔

۷- میرٹب دارالکتب، لاہور، ص ۱۷۲۔

⁠ Sher Muhammad Garewal, Ataturk and Muslims of the Punjab (1914-1924), (Mustafa Kamal Ataturk, Modern Turkey and Pakistan: Some Aspects), Islamabad 2005, p.89-99.

۹- زميندار، ۱۳ شوال ۱۳۳۸ بمطابق کیم جولائی ۱۹۲۰

۱۰- کلیات مولانا ظفر علی خان، (تحقیق و ترتیب: زاہد علی خان)، الفیصل، لاہور اپریل ۲۰۰۷، ج۲، ص ۶۶-۶۷۔

۱۱- چمنستا، ص ۱۳۸۔

۱۲- میثرب دارالکتب، لاہو، ص ۱۷۷۔

۱۳- ڈاکٹر خلیل طوقار- ڈاکٹر آرزو چغت سروی، ہے ایضا، ص ۱۷۱-۱۷۴۔

۱۴- محمد آصف زہری، اردو نظم میں ذکر ترکی، براؤن بک پبلی کیشنز، فی دھلی، ۲۰۱۵، ص ۲۳۱۔